جناب اسرار عالم صاحب دہلی

ظہور فساد اور اس کے اسباب

بحر و بر میں فساد انسان کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر شئے اپنی فطرت کے اعتبار سے اعتدال پر قائم ہے۔ یہ اعتدال اور توازن اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ یہی اس کی صلاح ہے۔

امام راغب اصفہانی لفظ ظہر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ای کثر وشاع۔ یعنی اضافہ ہوا اور پھیل گیا۔ (مفردات الامام راغب)

لفظ "فساد" کی تشریح کرتے ہوئے امام راغب فرماتے ہیں۔

"الفساد خروج الشئ عن الاعتدال قليلاً كان الخروج عنه او كثيراً ويضاده الصلاح ويستعمل ذلك في النفس والبدن والاشياء الخارجة عن الاستقامة"

ترجمہ: "یعنی فساد خروج ہے حد اعتدال سے خواہ یہ خروج تھوڑا ہو یا زیادہ۔ اور فساد مخالف ہے الصلاح کا۔ اس کا اطلاق ہر اس بات پر ہوتا ہے جس کا تعلق انسانی جان، بدن اور خارجی اشیاء سے ہے۔"

گویا ظہر الفساد سے مراد مخلوق کا فطرت، سنت الٰہی اور حد اعتدال سے انحراف اور باہر نکل جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الّذی خلق فسوّیٰ والّذی قدّر فهدیٰ (الاعلیٰ ۲-۳)

ترجمہ: پروردگار جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا، جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔

اس ذیل میں ابوحیان فرماتے ہیں۔

"ای خلق شیئاً فسواه، بحیث لم یات متفاوتاً، بل متناسباً علی احکام واتقان، للدلالة علی انه صادر من عالم حکیم" (البحر المحیط لابی حیان ۸/۴۵۸)

ترجمہ: پروردگار نے تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر اسے درست اور متناسب بنایا تاکہ اس میں کوئی تفاوت نہ پایا جائے اور کل عالم احکام و اتقان کے اعتبار سے متناسب ہو جائے اور وہ اس بات پر دلالت کریں کہ اسے کسی باعزم حکمت والی ذات نے بنایا ہے۔

"الذی قدر" کی تشریح کرتے ہوئے علامہ زمخشری فرماتے ہیں۔

قدر لکل حیوان ما یصلحہ فہداہ الیہ وعرفہ وجہ الانتفاع بہ (الکشاف ج ۴)

ترجمہ: تمام ذی روح کے لیے ایسی تقدیر تجویز فرمائی جو ان کیلئے مناسب ہو پھر ان کی طرف انہیں ہدایت دی اور انہیں ان راستوں اور طریقوں سے آگاہ کیا جن سے وہ ان کا استعمال کر سکیں اور فائدہ اٹھا سکیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔

"ای قدر لکل مخلوق وحیوان ما یصلحہ، فہداہ الیہ وعرفہ وجہ الانتفاع بہ" (روح المعانی ۳۰/۴/۱۰۴، وایضاً التسہیل لعلوم التنزیل ۴/۱۹۳)

ترجمہ: "تمام مخلوق اور ذی روح کے لیے ایسی تقدیر تجویز فرمائی جو ان کے لیے مناسب ہو۔ پھر ان کی طرف انہیں ہدایت دی اور انہیں ان راستوں اور طریقوں سے آگاہ کیا جن سے وہ ان کا استعمال کر سکیں اور فائدہ اٹھا سکیں۔

یہ ہدایات متعلق ہیں اُن تمام چیزوں سے جن سے اہل دنیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ علامہ زمخشری اس ذیل میں فرماتے ہیں۔

وھدایات اللہ للانسان الی مالا یحد من مصالحہ ومالا یحصر من حوائجہ فی اغذیتہ وادویتہ وفی ابواب دنیاہ ودینہ (الکشاف ج ۴)

ترجمہ: اور اللہ کی یہ ہدایات انسان کے لیے مفید چیزوں سے منتفع کرانے والی ہیں (اور ان سے روکنے والی نہیں ہیں) اسی طرح وہ انسان کی غذا علاج اور دنیا اور دین کی جملہ ضرورتوں کی تکمیل کرانے والی ہیں (اور ان پر بے جا پابندی لگانے والی نہیں ہیں۔)

زمین پر فساد کا ظہور مختلف حیثیتوں اور متعدد راستوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً

(الف) فضاء، کرۂ ہوا، کرۂ آب، جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان کے فطری توازن میں بگاڑ پیدا ہو جانے سے۔

(ب) انسانی خلق اور عادات میں غیر فطری تبدیلی ہو جانے یا ان کا غیر فطری استعمال کرنے یا انہیں ضائع کرنے سے۔

(ج) انسانی معاشرے اور معاشرتی آداب واطوار کو ربانی ہدایات سے بے نیاز کرنے یا بالمخالف استوار کرنے سے۔

(د) زمین پر ربانی ہدایات سے بے نیاز سیاسی، معاشی، معاشرتی، عمرانی اور روحانی نظام برپا کرنے سے وغیرہ۔

قرآن وسنت میں روئے ارضی پر انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے جملہ فساد کا احصار کیا گیا ہے۔ ذیل میں چند اہم پہلوؤں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إنّ ربكم الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوىٰ على العرش يغشي الليل النهار يطلبه حثيثاً والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الا له الخلق والامر تبارك الله رب العالمين۔ ادعوا ربكم تضرعاً وخفية انه لا يحب المعتدين۔ ولا تفسدوا في الارض بعد اصلاحها وادعوه خوفا وطمعا ان رحمة الله قريب من المحسنين۔ (اعراف ۵۴-۵۶)

ترجمہ: درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج اور چاند تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں خبردار رہو اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔ اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ زمین پر فساد برپا نہ کرو جبکہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے۔ اور خدا ہی کو پکارو خوف کے ساتھ، یقیناً اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں کے قریب ہے۔ (پکارو یعنی بندگی رب کرو یعنی زندگی گزارو۔ دیکھئے بیان القرآن از مولانا اشرف تھانوی)

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولو اتبع الحق اهواءهم لفسدت السموات والارض ومن فيهن۔ (المومنون ۷۱)

ترجمہ: اور حق اگر کہیں ان کی خواہشات کے پیچھے چلتا تو زمین اور آسمان اور ان کی ساری آبادی کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قالت ان الملوك اذا دخلوا قرية افسدوها۔ (النمل ۳۴)

ترجمہ: ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور تہہ وبالا کر دیتے ہیں۔

۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا۔ (الاسراء ۴)

ترجمہ: (پھر ہم نے اپنی کتاب میں بنی اسرائیل کو اس بات پر متنبہ کر دیا تھا کہ) تم دو مرتبہ زمین میں فساد عظیم برپا کرو گے اور بڑی سرکشی دکھاؤ گے۔

(لتفسدنّ کا مطلب ہے حقوق اللہ اور اس کی ادائیگی میں فساد برپا کرنا اور لتعلنّ کا مطلب ہے حقوق العباد اور اس کی ادائیگی میں فساد برپا کرنا۔ ملاحظہ ہو بیان القرآن)

۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قالوا تاللہ لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی الارض۔ (یوسف۔ ۷۳)

ترجمہ: (ان بھائیوں نے) کہا خدا کی قسم تم لوگ خوب جانتے ہو کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے نہیں آئے ہیں

۶۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذا تولّی سعی فی الارض لیفسد فیھا۔ (البقرہ ۲۰۵)

ترجمہ: اور جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری تگ و دو اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے۔

۷۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض۔ (البقرہ ۲۷)

ترجمہ: (وہ) جو فاسق ہیں، اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں، اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ (یعنی جملہ تعلقات شرعیہ)

۸۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ زدناھم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون۔ (النحل ۸۸)

ترجمہ: جن لوگوں نے خود کفر کی راہ اختیار کی اور دوسروں کو اللہ کی راہ سے روکا انہیں ہم عذاب پر عذاب دیں گے اس فساد کے بدلے جو وہ دنیا میں کرتے رہے

۹۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ (النمل ۴۸)

ترجمہ: اس شہر میں نو جتھے دار تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے اور کوئی اصلاح کا کام نہ کرتے تھے۔

(ضحاک کا قول ہے: وہ لوگ اس زمین کے بڑے تھے رکان ھؤلاء التسعة عظماء اھل المدینة) اور حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ انہوں نے ہی اونٹنی کو ذبح کیا تھا۔ فساد پھیلانے میں نو عناصر ایک دوسرے کے حلیف تھے (ملاحظہ ہو زاد المسیر ۶/۱۸۲ اور البحر المحیط ۷/۸۵)

۱۰۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل۔ (البقرہ ۲۰۵)	ترجمہ: کہ فساد پھیلائے کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے۔

۱۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض۔ (القصص ۷۷)	ترجمہ: احسان کر جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر۔

(قارون کی فساد انگیزی کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن نے فرمایا "فبغی علیھم"، یعنی وہ اپنی قوم کے خلاف سرکش ہوگیا۔ طبری کا قول ہے ای تجاوز حدّہ فی الکبر والتجبر علیھم (تفسیر طبری ۲۰/۶۸) یعنی وہ اپنی قوم کے خلاف تکبر اور ان پر جبر کرنے کے معاملے میں حدود کو تجاوز کر چکا تھا۔ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ حد اقتصاد سے باہر نکل جانے کی طلب بغی ہے خواہ کوئی باہر نکلا ہو یا نہ نکلا ہو۔ مولانا تھانویؒ سورہ النحل آیت ۹۰ کی تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ماموارت میں اعتدال عام ہے قوت علمیہ اور عملیہ کو۔ اس میں سارے عقائد و اعمال ظاہرہ و باطنہ، غرض تمام شرائع داخل ہوگئے۔" آگے فرماتے ہیں۔ اسی طرح منہیات میں منکر عام ہے تمام امور خلاف شریعت کو۔" آگے چل کر وہ فرماتے ہیں۔ "احسان خیر ہیں متعدی الی الغیر ہے تو اس کے برخلاف بغی ضر ہیں متعدی الی الغیر ہے۔"

لہٰذا سورۃ القصص آیت ۷۷ میں احسان و بغی کا ذکر قابل غور ہے۔ یہاں سیاق و سباق اس پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ بغی بالآخر انسان کو شرک فی الذات یا فی الصفات تک لے جاتا ہے اور انسان بغی کے راستے سے اللہ کی صفت کمالیہ کا انکار کر کے یا اس میں کسی کو شریک ٹھہرا کر شرک میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور یہ افسد الفساد ہے۔ خواہ علم کی سطح پر ہو یا عمل کی سطح پر۔ آیت ۶۸ تا ۷۳ میں جن صفات کمالیہ کا تذکرہ ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) خالق ہونا۔ (۲) مختار تشریع ہونا۔ (۳) علم۔ (۴) حکومت۔ (۵) قوت و وسعت سلطنت (۶) قدرت۔ (۷) افاضہ نعمت۔

۱۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

الّذین طغوا فی البلاد ۔ فاکثروا فیھا الفساد ۔ (الفجر ۱۲)

ترجمہ: یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد پھیلا یا تھا ۔

(مزید ملاحظہ ہو الاعراف ۶۹، الحج، الشعراء ۱۲۸، ۳۹، الحم سجدۃ ۱۵ ص ۱۲)

۱۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

انما جزآؤ الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً (المائدہ ۳۳) ۔

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین پر اس لیے تگ ودو کرتے پھرتے کہ فساد برپا کریں ۔

اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ اور عدوان فساد ہے جو مختلف صورتحال کو شامل ہے ۔

(۱) نظامِ حق اور حکومتِ عادلہ میں رہ کر کفر کو تقویت دینا، حق کے خلاف سازش کرنا اور مومنوں کے مابین تفرقہ ڈالنا اور اسلام دشمنوں کو اخلاقی، مالی یا مادی مدد کرنا یا پناہ دینا (لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل سورۃ التوبۃ آیت ۱۰۷)

(۲) نظامِ حق اور حکومت عادلہ میں سود کا جاری کرنا یا جاری رکھنا (فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ البقرہ آیت ۲۷۹)

(۳) نظامِ حق کے اندر سے یا باہر سے فساد برپا کرنے اور اسے درہم برہم کرنے کی کوشش کرنا مثلاً قتل وغارت اور رہزنی اور ڈکیتی یا اس نظام کو اکھاڑ پھینکنے کی کوشش ۔ (انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ۔ المائدہ ۳۲)

۱۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

ویٰقوم اوفوا المکیال والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین (ھود ۸۵)

ترجمہ: اور اے میری قوم تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو انصاف سے اور لوگوں کا ان چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد سے مت نکلو ۔

۱۵۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف

ترجمہ: واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا

طائفة منهم یذبح ابناء هم ویستحی نساء هم انہ کان من المفسدین۔ (القصص۔۴)	ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا اس کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا۔ فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔

علا فی الارض یعنی زمین میں سر اٹھانا، باغیانہ روش اختیار کرنا، مقام بندگی سے اٹھ کر اپنے کو مقام خود مختاری پر فائز کرنا اور خلق خدا کے حقوق سلب کر لینا اور ان کی جان و حرمت کا مالک بن جانا اور زمین کے خزانوں اور اللہ کی پیدا کردہ متاع حیات میں غاصبانہ تصرف کرنا سب فساد میں داخل ہے۔

ان آیات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ زمین پر فساد کن کن طریقوں سے برپا ہوتا ہے۔

فساد کا ظاہر ہونا بالآخر مختلف اقسام کی خرابیاں اور نقصانات پیدا کرتا ہے جو انسانیت کے لیے موجب ہلاکت ہوتی ہیں۔

آیت قرآنی ظھر الفساد.....الخ اسی کی جامع معلوم ہوتی ہے۔

اسی ذیل میں علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔

ظھر الفساد فی البر والبحر کالجدب والموتان وکثرۃ الحرق والغرق واخفاق الغاصۃ ومحق البرکات وکثرۃ المضار والضلالۃ و الظلم ...... بما کسبت ایدی الناس بشوم معاصیھم اوبکبسھم ایاہ۔ (انوار التنزیل للبیضاوی ج۳ ص۱۶۱)	ترجمہ: بحر و بر میں فساد کا ظہور مثلاً خشک سالی قحط اموات، آتش زنی، سیلاب و غرقابی بحری اور آبی اشیا کی پیداوار میں کمی، برکتوں کا ختم ہو جانا اور نقصانات کی کثرت، گمراہی اور ظلم کا بڑھ جانا...... یہ سب انسان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے جو اس کے گناہوں اور بداعمالیوں کے نتیجے میں ہوتا ہے۔

اسی ضمن میں علامہ زمخشری فرماتے ہیں۔

نحو الجدب والقحط، وقلۃ الریع فی الزراعات والربح فی التجارات ووقوع الموتان فی الناس، و الدواب وکثرۃ الحرق والغرق واخفاق الصیادین والغاصۃ ومحق البرکات من کل شئ، وقلۃ المنافع	ترجمہ: جیسے خشک سالی، قحط، زراعتی پیداوار میں کمی، تجارتی منافعوں میں نقصان، انسانوں اور مواشی کی اموات کا زیادہ واقع ہونا، آتش زنی اور غرقابی کی زیادتی، خشکی و تری کے شکار اور دوسری پیداوار میں کمی، تمام چیزوں میں برکت کا کم ہو جانا، منافعت کی کمی اور نقصانات کا اضافہ

فی الجملة وکثرة المضار وعن ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اجدبت الارض و انقطعت مادة البحر وقالوا اذا انقطع القطر عمیت دواب البحر۔ (الکشاف ج ۳ ص ۲۲۴)

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمین خشک ہوجاتی ہے، تری کے ذرائع منقطع ہوجاتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ جب بارش نہیں ہوتی تو بحری جاندار اندھے ہوجاتے ہیں۔

یہ خرابیاں اور نقصانات اور ان کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتیں لازمی نتیجہ ہیں اللہ اور اس کے احکام کی اطاعت سے روگردانی کا۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

ای بان النقص فی الزروع والثمار بسبب المعاصی لان صلاح الارض والسماء بالطاعة۔

ترجمہ: زراعتی پیداوار اور پھلوں میں کمی گناہوں کے سبب ہوتی ہے اس لیے کہ زمین اور آسمان کی صلاح اطاعت الٰہی پر موقوف ہے۔

(مختصر ابن کثیر ۵۷)

(بقیہ ص۱۸ سے)

وقت اپنے فاقہ زدہ اور بھوکے و مسکین پڑوسی سے صرفِ نظر نہیں کرنی چاہیئے، جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت بھی منقول ہے، فرماتے ہیں سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیس المومن بالذی یشبع وجارہ جائع الی جنبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص ہرگز کامل مومن نہیں ہوسکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔

بہرحال کسی بھی کامل مسلمان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور پڑوسی فاقوں سے مرتا رہے اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنے پڑوسی کے حالات سے بے خبر اور لاپرواہ ہو اس سے بڑا غافل اور لاپرواہ کون ہوسکتا ہے۔

(بقیہ ص۳۵ سے)

اس کتاب کا بلند الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ علامہ رشید رضا نے "انجیل برناباس" کے عربی ترجمہ کے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

عیسائیوں کے حلقے میں اس کتاب کے بارے میں کیا تاثر ہے وہ صرف ایک جملہ سے واضح ہوجاتا ہے جو برطانیہ کے ایک اہم اخبار نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا۔

"اگر لوگ اس کتاب کو پڑھتے رہے تو دنیا میں عیسائیت کو کبھی فروغ نہیں ہوسکتا۔"